تحریر:- غلام مصطفےٰ۔ ایم اے ‘بی ایڈ

نظام عدل در عہد رسالت مآب ﷺ

دورِ نبویؐ میں مدعی اپنا دعویٰ خود پیش کرتا اور مدعا علیہ بھی خود اس کا جواب دیتا

آنحضرت ﷺ اور قانون کی بالادستی

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ایسا عادلانہ نظام قائم فرمایا۔ جس کی نظیر دنیا کے کسی معاشرے میں نہیں ملتی۔ اسلامی معاشرے میں حصول عدل کو یقینی بنانے کیلئے سب سے پہلا کام جو پیغمبر ﷺ نے سر انجام دیا۔ وہ قانون کی بادلادستی کا کام تھا۔ کسی انسانی معاشرے میں عدل کا تصور اس وقت تک نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک کہ اس میں قانون کی حاکمیت نہ ہو۔ اسلام نے جہاں مسند عدالت کے سامنے ہر ایک کو بلا لحاظ رنگ و نسل‘ عہدہ و رتبہ مال و دولت اور اثر رسوخ لا کھڑا کیا۔ وہاں قرآن و سنت کی صورت میں ایسی لازوال تعلیمات مہیا کردیں۔ جن کی بدولت نہ صرف عہد نبوی ﷺ میں انصاف کی فراوانی ہوئی بلکہ بعد میں بھی خلفائے راشدین اور انصاف پسند حکمرانوں نے عادلانہ نظام قائم کیا۔

جب نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو تبلیغ اسلام کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی موجود تھے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ تبلیغ دین کے لئے مامور تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فصل خصومیات پر بھی مامور فرمایا تھا۔ قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کے اس فریضہ کی یوں تصریح بیان کی گئی ہے۔

” فاحکم بینھم بما انزل الله ولا تتبع اھواھم عما جاء ك من الحق۔“

آپ قرآن مجید کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیـ[illegible]ـریں اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر۔

مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد جب پہلی اسلامی فلاحی مملکت کا قیام عمل میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے دنیا کا پہلا دستور تحریر کروایا اور اسے عملی طور پر نافذ بھی کیا۔ اس میں عدل و انصاف کو مرکزی حیثیت دی۔ چنانچہ دنیا کے سب سے پہلے تحریری دستور ”میثاق مدینہ“ میں یہ تصریح ملتی ہے کہ اس معاہدہ میں شامل ہونے والے تمام افراد اپنے تنازعات او رمقدمات میں رسول اللہ ﷺ سے رجوع کریں گے۔ میثاق مدینہ کی رو سے حضور ﷺ کو حکم تسلیم کر لیا گیا۔

آپؐ نے حضرت علیؓ کو وصیت کی! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو اس کا راستہ دکھادے گا اور تمہاری زبان کو اس پر قائم فرما دے گا جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھے ہوں تو جلدی سے فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو جیسے تم نے پہلے کی سنی۔

چیف جسٹس

مذکورہ تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ معاہدہ کی رو سے آپ کو چیف جسٹس کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ تحریری دستور کے مطابق تمام تنازعے‘ عدالتی معاملات اور مقدمات

حضرت محمد ﷺ کے سامنے پیش ہونگے۔

" وافكم مهما اختلفتم فيه من شئی فان مدده الی الله عزوجل والی محمد صلی الله عليه وسلم وانه ماكان بين اهل هذا العيفة من حرث او اشتجا و يخاف فساده فان مدده الی الله عزوجل والی الله محمد رسول الله صلی الله عليه وسلم۔"

یعنی جب کبھی تمہارے درمیان کسی معاملہ میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹانا ہوگا۔ جب کبھی اس صحیفہ والوں کے درمیان کوئی تنازعہ پیش آئے تو جس سے فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹانا ہوگا۔ عربی میں "فهما اختلفتم فيه من شئی۔" اور "اشجار" جامع قانونی اصطلاحات ہیں ان کا اطلاق تمام قسم کے قانون' عدالتی' انتظامی معاشرتی اور سیاسی جھگڑوں پر ہوتا ہے۔ ان دفعات کی رو سے آپ مدینہ کی سیاست کے چیف جسٹس قرار پائے۔ دستور کی پابندی تمام پر لازم تھی۔

تاریخ میں ایسے مقدمات محفوظ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف دائر ہوئے تھے۔

مقدمات کے فیصلے میں آنحضرت ﷺ کا طریق کار

آنحضرت ﷺ لوگوں کے قضیوں کا فیصلہ وحی الٰہی کے مطابق فرماتے تھے۔ اگر وحی نہ آتی تو اجتہاد فرماتے یا اصحاب کرامؓ سے مشورہ کرتے جیسا کہ غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ کیا گیا۔ اس موقع پر یہ بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ اہل کتاب اور دیگر غیر مسلموں کے مقدموں میں آنحضرت ﷺ ان کے شخصی قانون ہی کے مطابق فیصلے فرماتے۔ آپ کا یہ طرز عمل بعد میں مستقل قانون کی شکل اختیار کر گیا۔ کہ غیر مسلم رعایا اور کے مقدمات کا فیصلہ ان کے شخصی قانون کے مطابق کیا جائے اور اس غرض کے لئے خصوصی عدالتیں بنائی جائیں۔ چنانچہ خلافت راشدہ میں اس چیز نے کافی ترقی کر لی تھی اور ان عدالتوں کے حکم بھی ہم ملت ہی مقرر ہوتے تھے۔ آپ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کی گفتگو توجہ سے سنتے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے عرض کیا اگر میں ان کے درمیان فیصلہ کر دوں تو مجھے کیا اجر ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا اگر تم نے ان کے درمیان صحیح فیصلہ کر دیا تو تم کو دس نیکیاں ملیں گی اور اگر تم سے صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کے باوجود خطا لاحق ہو گئی تو ایک نیکی ملے گی۔

اثبات واقعہ کی صورتیں آپ کے ہاں مبینہ قسم' گواہوں کی شہادت' تحریر' فراست و درایت سے واقعہ کا اثبات یا نفی پند و نصائح اور قرعہ اندازی وغیرہ تھیں۔

گواہی کا بیان

عہد نبوی ﷺ میں اظہار بیان کا طریقہ نہایت سادہ تھا۔ مدعی' مدعا علیہ اور گواہ سب مسجد نبوی ﷺ میں آپ کے سامنے پیش ہو کر بیان دیتے۔ اس کے مطابق فیصلہ ہو جاتا۔ یہ تصور بہت کم تھا کہ گواہ جھوٹ بول کر غلط فیصلہ بھی کرواسکتے ہیں۔ اس طرح گواہوں پر جرح کا طریقہ بھی رائج نہ تھا۔ حضرت علیؓ کے دور میں گواہوں کو علیحدہ علیحدہ بلانے کا رواج پڑا اور گواہوں پر جرح کی ابتداء ہوئی۔

پیروی مقدمہ اور وکالت

دور نبوی ﷺ میں مدعی اپنا دعویٰ خود پیش کرتا تھا اور مدعا علیہ بھی خود اس کا جواب دیتا تھا۔ وکیل کی ضرورت نہ تھی۔ تاہم معذوری کی حالت میں اسلام نے وکالت کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"فان كان الذی عليه الحق سفيها او ضعيفا او لا يستطيع ان يمل هو فليملل وليه بالعدل۔"

اگر قرضہ لینے والے بے عقل یا کمزور ہو یا لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی عدل کے ساتھ مضمون لکھوائے۔

قسم

اگر مدعی شہادت فراہم کرنے یا ثبوت بہم پہنچانے میں ناکام رہا ہو تو پھر مدعا علیہ

کے ذمے قسم ہے۔ اس کی بنیاد اس نظریہ پر ہے کہ قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ سے ڈر کر سچی بات کہدے۔ قسم کے ذریعے اسے عدالت میں خدا یاد دلایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف گواہ کو جھوٹی قسم اٹھانے سے روک دیتا ہے۔

قاضیوں کی تربیت

آنحضرت ﷺ مدعی اور مدعا علیہ میں سے کسی کی رو رعایت نہ فرماتے۔ اپنے پرائے کی کوئی تمیز روا نہ رکھتے۔ مسلم اور غیر مسلم میں بھی قانون کے معاملے میں کوئی فرق نہ کرتے۔ آپ ﷺ فریقین کا پورا موقف سن کر فیصلہ صادر فرماتے۔ آپ ﷺ نے اپنے دور مبارک کے قاضیوں کی بھی اسی نہج پر تربیت فرمائی۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو یمن کا قاضی بناتے ہوئے ہدایت فرمائی۔

"عن علی قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الیمن قاضیا فقلت یارسول الله ترسلنی وانا حدیث السن ولا علم لی بالقضاء فقال الله سیهدی قلبک ویثبت لسانک فاذا جلس بین یدیک الخصمان فلا تقضین حتی تسمع من الآخر کما سمعت من الاول فانه احری ان یتبین لک القضاء قال فما زلت قاضیا وما شککت فی قضاء بعده۔"

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجا۔ میں عرض گزار ہوں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے بھیج رہے ہیں۔ حالانکہ میں کم عمر ہوں اور فیصلے کرنے کا مجھے علم بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو اس کا راستہ دکھا دے گا اور تمہاری زبان کو اس پر قائم فرما دے گا۔ جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھے ہوں تو جلدی سے فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے فریق کی بات نہ سن لو۔ جیسے تم نے پہلے کی بات سنی۔ یہ طریقہ کار تمہارے لئے فیصلے کو واضح کر دے گا۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد فیصلہ کرنے میں نہ مجھ سے کوئی لغزش واقع ہوئی اور نہ کسی فیصلے میں مجھے کوئی شک ہوا۔

قاضیوں کی تقرری

مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ جب کسی صحابی کو قاضی کے عہدے پر متعین فرماتے تھے تو اسے آداب قضا کی تعلیم بھی دیتے تھے اور ساتھ ہی اسے دعا بھی دیتے تھے۔ عہد رسالت میں تشریع، تنقید اور قضا تینوں مناصب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ البتہ عارضی طور پر کسی مقدمہ کے فیصلے اور اسی کے تنفیذ کیلئے آپ اپنے نائب کے طور پر کسی صحابی کو مامور فرما دیا کرتے تھے۔ یوں اس صحابی کا فیصلہ بھی گویا حضور ﷺ ہی کا فیصلہ ہوتا تھا۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنا مقدمہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا۔ اے عمرو ان کے درمیان فیصلہ کردو۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ فیصلہ کرنا تو میری جائے آپ ﷺ کا منصب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چند کہ ایسا ہی ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے عرض کیا اگر میں ان کے درمیان فیصلہ کردوں تو مجھے کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے ان کے درمیان صحیح فیصلہ کردیا تو تم کو دس نیکیاں ملیں گی اور اگر تم سے صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کے باوجود خطا لاحق ہوگئی تو ایک نیکی ملے گی۔

اسلامی ریاست کے وسعت کے باوجود آپ ﷺ نے پوری مملکت میں مقدمات کے تصفیہ کا تسلی بخش انتظام کیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت معقل بن یسارؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عتاب بن اسیدؓ، حضرت دحیہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو مختلف علاقوں کا قاضی مقرر فرمایا۔

حوالہ جات

۱۔ محمد الیاس "جسٹس"، رسالت مآب ﷺ کا نظام عدل "سیرت رسول اکرم ﷺ اور نظام امن و اصلاح (تالیف محمد شریف سیالوی و ڈاکٹر محمد سلیم) مصطفےٰ ایجوکیشنل سوسائٹی ملتان، ۱۹۹۲، ص ۱۴)

۲۔ المائدہ: ۴۸

۳۔ محمد عبدالملک بن ہشام "سیرۃ النبی ﷺ" دارالفکر بیروت، ۱۹۳۷، ج ۲ ص ۱۲۱

۴۔ محمد طفیل، نقوش، ادارہ فروغ اردو، لاہور، شمارہ ۱۳۰ (جنوری ۱۹۸۵) ج ۱۱ ص ۶۳۵

۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، المکتبۃ القدوسیہ اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۴، ج ۳ ص ۲۷۱

۶۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ میں